ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نزاکت حسین

اسکالر پی ایچ ڈی اردو سرحد یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان

صدر شعبہ اردو سرحد یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

غالب کی فارسی مثنوی "چراغِ دیر" کے تخلیقی مُحرّکات: ایک مطالعہ

Nazakat Hussain
Scholar, Ph.D Urdu, Department of Urdu, Sarhad University Peshawar.
Dr Irshad Shakir Awan
Chairman, Department of Urdu, Sarhad University Peshawar.
Dr.Mutahir Shah
Assistant Professor, Department of Urdu, Hazara University Mansehra.

Ghalib' Persian Masnavi "Charagh e Dair" Creative incentives: A Study

Where Charag e Dair presents a nice precedence of Indo Muslim civilization, there, it is also a strong argument of Ghallib' attachment with religion. Ghalib heartily confesses Banaras's religious significance. The man who has so much attachment with, Hindus, religious centre, what to speak of his lovable degree with his religious and real spiritual centrs of Makkah and Madina. Take it a bad luck of Urdu literature that despite intensive aspiration, he could no go for pilgrimage. Ghalib's journey to Banaras, religious importance of Banaras, spiritual surrounding there of and captivity of curly hair a beautiful lass are some of extremely significant creative incentives of Masnavi Charag e Dair.

Keywords: *Calcutta, Fruitfulness, City of attraction, Master piece, Romance, Tragedy, Comedy, Temple, National Harmony, Spiritualism, Imagery. Captivity, Creative incentives.*

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

فارسی کی کلاسیکی مثنویوں کو غالب نے بہت باریک بینی سے دیکھا تھا۔اُن کے کلام کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ وہ فخر الدین نظامی، جامی اور فردوسی کی شعری روایات سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے غالب نے فارسی میں بھی بلند پایہ مثنویاں تخلیق کیں، جن پر اُن کی نُدرتِ فکر اور جدّتِ اُسلوب کی گہری چھاپ دکھائی دیتی ہے۔"چراغِ دیر" غالب کی معروف مثنوی ہے، جو اُنھوں نے سفر کلکتہ کے دوران میں لکھی۔اِس مثنوی میں غالب نے بنارس کے حُسن اور وہاں کی تہذیب کو شعری پیکروں میں ڈھالا ہے۔غالب نہ صرف بنارس کے حُسن سے متاثر تھے، بل کہ یہ اُن کے ادبی مُرشد شیخ علی حزیں کا مسکن بھی تھا۔چنانچہ یعقوب یاورِاس ضمن میں لکھتے ہیں:

> "غالب نے اِس شہر کی تعریف میں بڑی فراخ دلی سے کام لیا ہے۔اِس شہر کے تقدّس، قُدرتی حُسن اور خوش اخلاقی کا قصیدہ تو اُن کی مثنوی "چراغِ دیر" اوراحبا اور اقربا کو لکھے گئے مختلف خطوط ہیں ہی؛ادبی اعتبار سے بھی یہ شہر اِن کے لیے اہمیت رکھتا تھا۔یہ اُن کے روحانی اُستاد شیخ علی حزیں کا شہر تھا۔"(۱)

حزیں اور غالب دونوں کو بنارس کا ماحول اور آب وہوا خوب راس آئی۔دونوں اہلِ دہلی کے رویّے سے نالاں اور شاکی تھے۔حزیں جب بنارس آئے تو زندگی کی آخری سانسوں تک یہیں رہے اور غالب کا خیال بھی یہی تھا کہ اگر خانگی مجبوریاں پا بہ زنجیر نہ ہوں تو واپسی کا نام تک نہ لیا جائے۔غالب اور حزیں کی ذہنی و طبعی ہم آہنگی کے حوالے سے ریحانہ خاتون لکھتی ہیں:

> "یہ کہا جاسکتا ہے کہ باوجُود شخصیات کے ادوار میں اگرچہ ۵۰،۶۰ سال کا عرصہ حاوی ہے، لیکن خیالات کس طرح ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔غالب بنارس کو ایک مقدّس شہر اور تہذیب کا گوارا بتاتے ہُوئے کعبۂ ہندوستان کہتا ہے تو حزیں یہاں کے ہر برہمن بچے کو لچھمن اور رام بتاتا ہے۔"(۲)

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ فارسی کے دو بڑے شاعروں کے اذہان میں گہری مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔بنارس کی طلسماتی فضا نے اِن کے خلّاق اذہان کو اپنے طلسم میں لے لیا تھا۔فِکر وحیاتِ غالب پر اُن کی زندگی میں درپیش تین سالہ سفر کلکتہ نے گہرے اثرات مرتسم کیے ہیں۔اُن کی طبیعت میں جہاں نَوردی کے آثار عدیمُ الفرصتی کے متقاضی رہے ہیں۔نامساعد حالات اور گردشِ روزگار نے غالب ایسے نابغۂ روزگار فن کار کو انگریزی عہد میں سفر

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کلکتہ پر مجبوراً آمادہ کیا۔اِس سفر کی تاریخی اہمیت اور فِکرِ غالب پر تلخ و شیریں اثرات کے بارے میں غالبیات کے محقّقین نے نوبہ نو تحقیقی مضامین کے انبار لگا رکھے ہیں۔

قُدرت نے بنارس کو جو حُسن و دل آویزی عطا کر رکھی تھی، تاریخ اِس کی گواہ ہے۔یہ شہر آج بھی عدیمُ المثال رعنائی و برنائی کا حامل ہے۔غالب اپنے دوست نوّاب محمّد علی خان کے نام ایک خط میں بنارس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> "بنارس کی ہوا کے اعجاز نے میرے غبارِ وجُود کو عَلَمِ فتح کی طرح بلند کر دیا اور وجد کرتی ہوئی نسیم کے جھونکوں نے میرے ضعف اور کم زوری کو بالکل دُور کر دیا۔مرحبا!اگر بنارس کو اِس کی دل کَشی اور دل نشینی کی وجہ سے میں سویدائے عالَم کہوں تو بجا ہے۔مرحبا!اِس شہر کے چاروں طرف سبزہ و گُل کی ایسی کثرت ہے کہ اگر اِسے زمین پر بہشت سمجھوں تو رَوا ہے۔۔۔اِس کی خاک کا ہر ذرّہ راہ رُو کے پاؤں سے پیکانِ خار باہر کھینچ لے۔اگر گنگا اِس پاؤں پر سر نہ رگڑتا تو ہمارے دلوں میں اِس کی اتنی قدر نہ ہوتی۔اگر سورج اِس کے در و دیوار سے نہ گزرتا تو اتنا تاب ناک اور منوّر نہ ہوتا۔"(فارسی سے ترجَمہ)(۳)

مذکورہ بالا خط میں غالب کی نادر خیالی بھی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔اُن کا یہ خیال نُدرت کا حامل ہے کہ بنارس کی ہُوا کو مُردہ اجسام میں نفس پروری کا کام سونپا گیا ہے۔غالب کے سفر کلکتہ کی بدولت شہر بنارس نے دنیاے ادب میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی ہے۔غالب نے اِس خوب صورت شہر کو مثنوی "چراغِ دیر" میں بڑی فنّی مہارت اور چابک دستی سے بیان کرتے ہُوئے اِس فارسی مثنوی میں کلاسکی آن بان قائم کی ہے۔غالب اِس مثنوی میں بنارس کو کبھی حریمِ بُت پرستاں کہتے ہیں، کبھی زیارتِ گاہِ مستاں قرار دیتے ہیں اور کبھی اِسے کعبۂ ہندوستان سے تعبیر کرتے ہیں۔غالب نے یہاں کے اصنام کی ناز کی بدنی کا ذکر خوب مزے لے لے کر کیا ہے۔اُن کا خیال ہے کہ بنارس کی حسینائیں خرامِ ناز سے محشر برپا کرتی ہیں۔غالب اِن اصنام کی موزونیِ قامت سے بے حد متاثر ہُوئے۔غالب کے اُردُو کلام میں بھی محبوب کی دراز قامتی پر لاجواب شعر ملتے ہیں۔اِس مثنوی میں دراز گیسو دلبروں کا بھی تذکرہ ہوا ہے۔غالب کا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی شہر اپنے حُسن و جمال میں بنارس کی نظیر نہیں رکھتا۔مذکورہ منثوی میں غالب نے بنارس کو فردوسِ ارضی کے خطاب سے نوازا ہے۔اگرچہ حظ تو فارسی متن ہی سے اٹھایا جا سکتا، لیکن قارئین کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

آسانی کے لیے اس مثنوی کے چند شعروں کا منظوم اُردُو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، جن میں غالب بنارس کے حُسن کی قصیدہ گوئی میں مصروف ہیں۔ یہ ترجمہ حنیف نقوی نے کیا ہے:

؎ نظر میں آج اِک ایسا چمن ہے
جو رنگ و نور و نکہت کا وطن ہے

؎ متاعِ فخر و سامانِ سعادت
جہاں آباد کو اِس کی زیارت (۴)

؎ وہاں تک جب سے پائی ہے رسائی
نگہ کو دعویِ گُلشن آرائی

؎ یہ اِس کے وصف کا فیضِ نمو ہے
زباں جنّتِ طرازِ گُفت گُو ہے (۵)

؎ کسی نے چین اِس کو کہہ دیا تھا
تبھی سے چین پیشانی ہے، گنگا (۶)

؎ مناظر اِس کے ہیں اتنے دل افروز
سلام آتے ہیں دلی کے شب و روز (۷)

؎ یہاں کے خار و خس رشکِ گُلستاں
یہاں کا ذرّہ ذرّہ جوہرِ جاں (۸)

؎ صنم اِس کے مجسّم شعلۂ طور
سراپا نورِ یزداں چشمِ بد دُور

؎ تبسّم کا لبِ رنگیں پہ غازہ
دہن مانندِ گُل شاداب و تازہ (۹)

غالب کی یہ نادرۂ روزگار مثنوی ایک ایسا اچھوتا شاہ کار بن کر ہمارے سامنے آتی ہے، جہاں غالب حیاتِ انسانی کی حسّیت کو افلاطونی فلسفے سے باہم آمیخت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ غالب نے کمال ہنر مندی سے حزن و یاس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کو فن کی دھار عطا کرتے ہُوئے بیم ورجا سے مربوط کیا ہے۔ اِس انضمام کے نتیجے میں ایسی ڈرامائی اور تمثیلی کیفیت پیدا ہُوئی ہے، جس کے بطن سے سرور و طرب کے آثار چھلکنے لگتے ہیں۔ غالب کے دیگر معتبر کلام کی طرح یہ مثنوی بھی ایک شعوری فن کارانہ صدا معلوم ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اِس تخلیق میں اپنی تمام تر ذہنی توانائیوں اور وجدانی قوتوں کو سمو کر پیش کیا ہے۔

مثنوی "چراغِ دیر" کے مطالعے سے غالب کی فِکرِ رسا اور حالات کا مقابلہ کرنے کے ساتھ باوقار رہنے کی صلاحیتوں کا ادراک ہوتا ہے۔ اُنھوں نے فطرتِ انسانی کے پُر پیچ عناصر کو فن کی نذر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں اُٹھا رکھا تھا۔ اگرچہ یہ سفر غالب نے ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کی بابت اختیار کیا تھا۔ دنیاوی ضروریات کی انجام دہی سے قطعِ نظر غالب نے اپنی شاعری اور زندگی میں ہوسِ زر مذمّت کی ہے۔ باوجود اِس کے وہ اِس کی اہمیت و ضرورت کا شدید ادراک رکھتے تھے۔ وہ غمِ حیات اور غمِ کائنات کے اسباب سے اچھی طرح واقف تھے۔ اِس کے باوجود اُنھوں نے اپنی شاعری میں اِس کی تلخ آمیز کیفیتوں کو شیریں اور پُر اثر انداز میں فن کاری سے پیش کیا ہے۔ زیرِ مطالعہ مثنوی میں تمام تر لوازمِ کیف کے ساتھ اِن کی شیریں گُفتاری دیدنی ہے۔

غالب کا ذوقِ فکر یہاں بھی دیگر شعرا سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اُنھوں نے پاکیزہ زُبان استعمال کرتے ہُوئے اچھوتے مضامین کے دامن میں معنی آفرینی اور دل نشین مطالب سے اِس مثنوی کی معنویت کو دوچند کیا ہے۔ غالب نے اِس مثنوی میں ایسے ایسے نشتر شعر نکالے ہیں، جن میں شعریت اور لطافت کی بُو قلمونی اپنی کار فرمائی اور درپردگی کا احساس دلاتی ہے۔ مثنوی "چراغِ دیر" کا ایک نمایاں وصف فکر و جذبے کا ارتباط ہے۔ وہ فکر اور جذبے کی آنچ کو باہم مربوط کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں بھی غالب اپنے جذبات و احساسات کی ترجمانی میں غالب رہے ہیں۔ شوخیِ اظہار اور غالب دو ایسی بہتی ندیاں ہیں، جن کا چشمہ اور دھارا ایک ہی ہے؛ البتّہ پیرایۂ اظہار متنوُّع ضرور رہا ہے۔ زیرِ نظر مثنوی میں اِس کی مثالیں دیدنی ہیں۔ کیوں کہ غالب نے استادانہ مہارت کے ذریعے سے شوخیِ اظہار اور جدّتِ ادا کے بل پر حرمان و یاس کو بھی جذبے کی آنچ پر رکھ کر زندہ و متحرّک اور دو آتشہ کیا ہے۔ اِس کرب کی کوکھ سے غالب نے زندگی کے لیے زندہ دلی اور سرور و انبساط کے نغمے کشید کیے ہیں۔

"چراغِ دیر" میں غالب کی حسرت آمیزی اور بے باکی معنی خیزی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اِس حوالے سے غالب نے ایسی بے نیازی دکھائی ہے، جس سے قلندرانہ احساس جاگزیں ہوتا ہے۔ غالب کے مضامین اِس قدر وُسعت آمیز ہوتے ہیں، جن سے اُن کی عمیق نظری، خوش مطالعگی اور تخیّل پردازی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

فارسی مثنوی میں ہمیں فکر و فن کے جہاں آباد دکھائی دیتے ہیں۔ کیوں کہ غالب نے یہاں بھی فکرِ انسانی کی عظمتوں کو شعری پیکر عطا کیا ہے۔

کالی داس گُپتا رضا کی تحقیق کے مطابق غالب دسمبر ۱۸۲۶ء کو فیروز پور جھرکہ ہی سے سفر کلکتہ کے لیے روانہ ہُوئے اور نومبر ۱۸۲۹ء کو دلی واپس آئے۔(۱۰) جب کہ خلیق انجم کا خیال ہے کہ غالب نے یہ سفر جنوری ۱۸۲۶ء کے قریب کیا تھا اور ۲۹ نومبر ۱۸۲۹ء کو غالب دہلی واپس آئے تھے۔ اِس سفر کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خلیق انجُم نے غالب کے سفر کلکتہ کو حیاتِ غالب کا اَہم ترین واقعہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ غالب پنشن کی بحالی کی غرض سے کلکتہ گئے تھے۔ اگرچہ حُصولِ مقصد کے اعتبار سے غالب کا یہ سفر ناکام رہا، مگر تخلیقی حوالے سے اِس سفر کی ثروت مندی سے شاید کسی کو انکار نہ ہو۔ مختلف مقامات سے ہوتے ہُوئے غالب بنارس پہنچے اور یہ شہر دل آویز غالب کی اُس شاہ کار مثنوی کا تخلیقی مُحرّک بنا، جسے غالب کی فارسی شاعری میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

"چراغِ دیر" مرکّبِ اضافی ہے، جس کے معنی ہیں: مندر کا دِیا۔ یہ مثنوی ۱۰۸ اشعار پر مشتمل ہے اور یہ عدد ہندوؤں کے ہاں بہُت مُبارک تصوّر کیا جاتا ہے۔ مثنوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے تین حِصّے ہیں۔ پہلا اور
تیسرا حِصّہ حُزنیہ، جب کہ وسطی حِصّہ طربیہ ہے۔ ذیل میں ہر حِصّے سے شعری مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔
پہلے حِصّے (حزنیہ) سے دو شعر ملاحظہ کیجیے:

؎ نَفَس باصور دم سازست امروز
خموشی محشرِ رازست امروز

؎ رگِ سنگم شرارے می نویسم
کفِ خاکِ غبارے می نویسم (۱۱)

زیرِ بحث مثنوی کے حِصّہ دوم (طربیہ) سے دو شعر دیکھیے:

؎ تعالیٰ اللہ بنارس چشمِ بد دُور
بہشتِ خرم و فردوسِ معمور

؎ بیا اے غافل از کیفیتِ ناز

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

نگاہے پر پری زادانش انداز (۱۲)

تیسرے حِصّے (حزنیہ) سے چند شعری مثالیں درج ذیل ہیں:

؎ شبے پُرسیدم از روشن بیانے
زگردش ہائے گردوں رازدانے

؎ ز ایماں ہا بجز نامے نماندہ
بغیر از دانہ و دامے نہ ماندہ

؎ پدر ہا تشنۂ خونِ پسر ہا
پسر ہا دشمنِ جانِ پدر ہا (۱۳)

محوّلۂ بالا شعر اِس امر کا بیّن ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ غالب کی دائمی حزنیہ سائیکی نے قیامِ بنارس کے دوران میں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مثنوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب بنارس میں اُس امتزاجی حزنیہ طربیہ کیفیت کا شکار رہے، جو یونان کے قدیم حزنیہ و طربیہ ڈراموں کی ایک خوبی سمجھی جاتی ہے۔ غور کرنے پر پتا چلتا ہے کہ زیرِ بحث مثنوی کی ابتدا و انتہا کسی حد تک ایک حزنیہ شذرے پر ہوتی ہے۔ اگرچہ غالب اِس مثنوی کے وسط میں بنارس کے خارجی حُسن سے لطف اندوز ہونے کے باعث سرور و کیف سے سرشار ہوئے ہیں، لیکن یہ کیفیت دیرپا ثابت نہ ہوئی اور مثنوی حزنیہ نوٹ پر واپس آکر تمام ہو گئی۔

بنارس غالب کے لیے حیرت کدہ ثابت ہُوا۔ اُنھیں بنارس میں حیرت و استعجاب کا ایک نیا منظر نامہ دکھائی دیا۔ وہ شہر بنارس کے دل فریب حُسن، ماہ وَشوں کی اداؤں، سَنتوں، سادھوؤں اور ہندو عالموں کی عالمانہ و فلسفیانہ گُفت گُو سے بے حد مُتاثّر ہُوئے۔ غالب بنارس کو بہشت سے تشبیہ دیتے ہیں اور نظرِ بَد سے اِس کی حفاظت کے لیے دعا گو ہیں۔ چُنانچہ باندہ کی مقتدر شخصیت اور اپنے ہمدم و رفیق نوّاب محمّد علی خان کو فارسی خط میں لکھتے ہیں:

> "پھولوں کی اِس سرزمین پر میرا دل آیا ہے۔ کیا اچھی آبادی ہے، جہاں بہار کا چلن ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ دہلی جیسا شہر اِس کا طواف کرنے آتا ہے۔ سبحان اللہ! بنارس کو خُدا نظرِ بد سے بچائے۔ یہ ایک مبارک جنّت ہے۔ یہ بھرا پُرا فردوس ہے۔ اِس شہر کی کھاس پھونس بھی گویا باغ ہے۔ (فارسی سے ترجمہ)"(۱۴)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اِس سفر نے غالب کی تخلیقی زندگی پر بہت گہرے اثرات مُرتّب کیے۔ معروف غالب شناس مالک رام اور قاضی عبدالودُود کا یہ بیان قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ غالب بنارس میں کسی ہوش رُبا اور غارتِ گرِ ہوش کی زُلفِ گرہ گیر کے اسیر ہو گئے تھے۔ اِس ضِمن میں غالب کا درج ذیل شعر بھی کسی معاشقے کا سراغ رساں نظر آتا ہے۔ یہ شعر غالب کے اُس فارسی مکتوب میں موجود ہے، جو اُنھوں نے اپنے ندیم نوّاب محمّد علی خان کو لکھا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

کاش کان بتِ کاشی در پزیر دم، غالب
بندۂ تو ام گویم، گویدم زِناز، آری

درج بالا شعر اِس بات کی غمّازی کرتا ہے کہ غالب بنارس میں کسی کے عشق میں بُری طرح مُبتلا ہوئے ہیں۔ غالب امکان بھی یہی ہے کہ بنارس میں غالب کے طویل عرصے تک قیام کا سبب یہی واقعہ تھا۔ چنانچہ ہم بڑے وثوق سے غالب کی فارسی مثنوی "چراغِ دیر" کو بنارس کا رُومان کہنے میں حق بجانب ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا مثنوی میں غالب نے بنارس کے خارجی حُسن کو اپنے مخصُوص و منفرد اُسلوب میں بیان کیا ہے۔ غالب کے علاوہ بھی مُتعدّد شُعَرائے فارسی نے بنارس شہر کی مذہبی و مُعاشرتی اہمیّت، اِس کے حَسین فِطری نظّاروں، عبادت گاہوں اور دریائے گنگا کے کنارے اشنان کرنے والوں کے دل کش مناظر کو شعری پیکروں کی نذر کیا ہے۔ غالب بنارس کے مندروں اور ناقوس کی صداؤں کی دل فریبی کے متعلق یُوں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

> "اِس تماشا گاہ میں دل فریبی کا یہ عالَم ہے کہ پردیس میں ہونے کا غم دل سے دُور ہو گیا ہے۔ اِس صنم کَدے سے جب ناقوس کی نشاط آفریں آواز بُلند ہوتی ہے تو عجیب سُرور و کیف کا عالَم ہوتا ہے۔ (فارسی سے ترجَمہ)[۱۵]

غالب کے بعد آنے والے دیگر فارسی شعرا کے شعری و نثری سرمایے بھی اِس بات کا بیّن ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ بنارس مذہبی محور کی حیثیت سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل شہر رہا ہے اور اِس کی مذکورہ اہمیت کو تاریخ کے کسی دور میں بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اِس سلسلے میں ابوالعلا انسان، آنند گھن خویش، غلام حُسین خان، محمّد بقا، ناطق استر آبادی، نام شہدی، علی ابرہیم خان، میرزا ذوالفقار آذر ساسانی، داراشکوہ اور اقبال کے تخلیقی آثار رُجوع چاہتے ہیں۔ اقبال کی فارسی نظم "حکایتِ شیخ و برہمن۔۔" خصوصی توجّہ کی متقاضی ہے۔ مذکورہ نظم میں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اقبال نے ایک بنارسی فاضل برہمن کی مدح کی ہے اور اِس کے علم و فضل کو سراہتے ہوئے مخصوص میدانِ عمل میں اِس کی امتیازی شان کو چند شعروں میں یُوں بیان کیا ہے:

ے در بنارس برہمندی محترم
سر فرو اندر یم بود و عدم

ے بہرۂ وافر ز حکمت داشتی
با خدا جویاں ارادات داشتی

ے ذہن او گیر او نُدرت گوش بود
با ثریا عقل او ہمدوش بود

ے آشیانش صورتِ عنقا بلند
مہر و مہ بر شعلۂ افکرش سپند (۱۶)

بلاشُبہ کسی فارسی سخن ور کو بنارس کے حُسن و جمال کو مستقل طور پر موضوعِ سُخن بنانے کی توفیق نصیب نہیں ہُوئی۔ غالب اِس پہلو سے بھی اوّلیّت رکھتے ہیں، مگر غالب کے فارسی کلام کے مطالعے سے یہ حیران کُن حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ وہ ہندوستان سے رُخصتی کے بھی خواہش مند رہے اور ہندوستانی شہر بنارس کے حُسن و جمال سے حد درجہ عقیدت و محبّت کو بھی اپنا شِعار بنائے رکھا۔ غالب، بلا شُبہ ایک طرف ایرانی شہروں شیراز، تبریز اور اصفہان وغیرہ میں جانے کے آرزُو مند ہیں تو دوسری جانب سرزمینِ ہندوستان سے والہانہ مَحبّت کے راگ آلاپتے ہیں اور گنگا جمنی تہذیب اور قومی یک جہتی کے عاشق کے طور پر بھی سامنے آتے ہیں۔ غالب بنارس کے سفر میں رُوحانی اعتبار سے مُستفید و مُستفیض ہُوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے وہاں کے کسی شخص سے ملاقات نہیں کی۔ تمام عمر مالی و معاشی فکرمندیوں کا شکار رہنے والے غالب جب بنارس پہنچے تو بنارس کی روحانی فضا اُن کے کرب اضطراب میں کمی لانے اور نشاط و انبساط بخشنے کا باعث بنی۔ چنانچہ اِس ضمن میں خلیق انجم نے دُرست لکھا ہے کہ غالب نے اِس مثنوی کے ایک سو آٹھ اشعار میں بنارس کی جُملہ مادی و روحانی خصوصیات کا تذکرہ جس عمدگی اور فنّی مہارت سے کیا ہے، اِس کی نظیر نہیں ملتی۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

(۱۷)غالب نے اِس مثنوی میں جس والہانہ انداز میں بنارس کی تعریف کی ہے، اِس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بنارس کا روحانی پہلو بھی غالب پر پُوری شُدت کے ساتھ اثرانداز ہوا ہے۔ غالب اِس روحانی مُسرّت کے سامنے پُوری دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔

فِکری و فنّی زاویۂ نظر سے دیکھا جائے تو بھی "چراغِ دیر" فارسی زُبان و اَدب کا شاہ کار دکھائی دیتی ہے۔ غالب کی زیرِ تجزیہ مثنوی کا مقابلہ منیر لاہوری، قُدسی اور طالب آملی وغیرہ کی نظموں سے کیا جائے تو بھی مثنوی "چراغِ دیر" کی فوقیت واضح ہو جاتی ہے۔ اِس مثنوی کی دیگر صفات سے قطعِ نظر ایک خُوبی یہ بھی ہے کہ اِس کے درج ذیل شعر کو مختلف غالب شناسوں نے اقبال کے فلسفۂ خودی کی بُنیاد قرار دیا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

جنونت گر بنفسِ خود تمام اَست
زکاشی تا بہ کاشاں نیم گام اَست (۱۸)

یہ مثنوی فنّی اور اُسلوبیاتی حوالے سے بھی غالب کی دوسری فارسی مثنویوں سے ممتاز نظر آتی ہے۔ غالب کا احساسِ حُسن و جمال اور امیجری زیرِ بحث مثنوی میں اعجاز کی حدوں کو چھُوتے ہیں۔ اِسے بنارس شہر کی خوش نصیبی کہیے کہ اُسے غالب ایسا نادرُ الفکر اور مسلّمُ الثبوت سخن ور نصیب ہُوا۔ غالب نے غنیمت کُنجاہی کی مثنوی "نیرنگِ عشق" سے بھی استفادہ کیا، جس کے اثرات "چراغِ دیر" پر واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

غرض کہ غالب کی یہ مثنوی جہاں ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی عُمدہ نظیر پیش کرتی ہے، وہیں غالب کی مذہب پسندی کی بھی قوی دلیل ہے۔ غالب بنارس کی مذہبی اہمیت کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ جس شخص کو ہندوؤں کے مذہبی مرکز سے اتنی عقیدت ہے، اُسے اپنے مذہبی و حقیقی روحانی مراکز مکہ و مدینہ سے کس درجے کی مَحبّت ہو گی۔ اِسے اُردُو ادب کی بد قسمتی سمجھیں کہ غالب شدید خواہش کے باوجود حج کو نہ جا سکے۔ اگر غالب کو اِس سفر کی سعادت نصیب ہو جاتی تو اُن کا یہ سفر "چراغِ دیر" سے کئی گناہ بڑی مثنوی کی تخلیق کا باعث بنتا۔ غالب کا سفر بنارس، بنارس کی مذہبی اہمیت، وہاں کی روحانی فضا اور بنارس میں کسی ماہ وش کی زُلفِ گیر کی اسیری مثنوی "چراغِ دیر" کے نہایت اہم تخلیقی محرّکات ہیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حوالہ جات

۱۔ یعوب یاور، غالب، بنارس اور مثنوی چراغِ دیر، مشمولہ: غالب اور بنارس، مرتبہ: شاہد ماہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء، ص ۱۵۳

۲۔ ریحانہ خاتون، غالب کی شخصیت کے دو پہلو ایران اور بنارس کے حوالے سے، مشمولہ: غالب اور بنارس، محوّلۂ بالا، ص ۸۷

۳۔ خلیق انجم، غالب کا قیام بنارس، مشمولہ: غالب اور بنارس، مرتبہ: شاہد ماہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، ۲۰۱۰ء، ص ۲۰

۴۔ اسد اللہ خان غالب، مثنوی چراغِ دیر منظوم ترجَمہ از فارسی، حنیف نقوی، مشمولہ: غالب اور بنارس، محوّلۂ بالا، ص ۱۸۴

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً، ص ۱۸۴۔۱۸۵

۸۔ ایضاً، ص ۱۸۶

۹۔ ایضاً، ص ۱۸۷

۱۰۔ مرزا اسد اللہ خان غالب، دیوانِ غالب کامل تاریخی ترتیب کے ساتھ، مُرتَّبہ: کالی داس گُپتا رضا، انجمنِ ترقّیِ اُردُو پاکستان، اشاعتِ چہارم، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱۶۔۱۱۸

۱۱۔ اسلم پرویز، غالب اور بنارس، مشمولہ: غالب اور بنارس، مُرتّبہ: شاہد ماہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی ص ۵۱

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً، ص ۵۲۔۵۳

۱۴۔ خلیق انجم، غالب کا قیامِ بنارس، مشمولہ: غالب اور بنارس، محوّلۂ بالا، ص ۲۵

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۱

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۱۶۔ شریف حسین قاسمی، ابیاتِ فارسی میں حدیثِ بنارس اور غالب کی چراغِ دیر، مشمولہ: غالب اور بنارس، محوّلۂ بالا، ص۶۶

۱۷۔ خلیق انجم، غالب کا قیامِ بنارس، مشمولہ: غالب اور بنارس، محوّلۂ بالا، ص۲۳۔۲۴

۱۸۔ ایضاً، ص۴۰